باب 8

سیکولرزم

اگر کسی ملک میں مختلف مذاہب اور تہذیبوں کے ماننے والے ایک ساتھ رہتے ہیں تو یہ سوال اٹھتا ہے کہ ایک جمہوری ریاست (حکومت)' عوام میں ہر ایک کے ساتھ مساویانہ سلوک کے امر کو کیسے یقینی بنا سکتی ہے؟ پچھلے سبق میں بھی یہ سوال سامنے آیا تھا۔ اس سبق میں ہم اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے علاوہ دیکھیں گے کہ اس صورت حال (سیاق) میں سیکولرزم کا کیسے اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ یوں تو ہندوستان میں سیکولرزم کا تصور ہمیشہ عوامی بحث و مباحثہ اور گفتگو کا موضوع رہا ہے۔ اس کے باوجود حیرت کی بات یہ ہے کہ ملک میں سیکولرزم کے بارے میں ایک ابہام پایا جاتا ہے۔ ایک طرف' تقریباً تمام ہی سیاستداں اس سے وفاداری کی قسمیں کھاتے ہیں اور ہر سیاسی جماعت سیکولر ہونے کا دم بھرتی ہے' وہیں دوسری طرف ملک میں سیکولرزم کے حوالے سے ہر طرح کے شکوک وشبہات اور تشویش کا اظہار کیا جاتا ہے۔ سیکولرزم کو نہ صرف مذہبی رہنماؤں اور مذہبی قوم پرستوں کی طرف سے بلکہ کچھ سیاستدانوں و سماجی کارکنوں کے علاوہ اہل علم حضرات کی طرف سے بھی چیلنج کا سامنا ہے۔

اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل موضوعات کے حوالے سے سیکولرزم پر چل رہی بحث کا جائزہ لیں گے۔

- ☐ سیکولرزم سے کیا مراد ہے؟
- ☐ کیا سیکولرزم ہندوستان کی سرزمین پر لگایا گیا مغربی پودا ہے؟
- ☐ کیا یہ تصور ان معاشروں کے لئے موزونیت رکھتا ہے جہاں آج بھی فرد کی انفرادی زندگی میں مذہب کا بہت زیادہ عمل دخل ہے؟
- ☐ کیا سیکولرزم طرفداری کا مظاہرہ کرتا ہے؟ کیا وہ اقلیتوں کی 'ناز برداری' کرتا ہے؟
- ☐ کیا سیکولرزم مذہب مخالف نظریہ ہے؟

اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ ہندوستان جیسے ایک جمہوری معاشرے میں سیکولرزم کی اہمیت و ضرورت کے بارے میں جانیں گے نیز ہندوستانی سیکولرزم کی انفرادیت سے بھی واقف ہو جائیں گے۔

© NCERT not to be republished

8.1 سیکولرزم کیا ہے؟ What Is Secularism?

ہر چند کہ یہودیوں کے ساتھ پورے یورپ میں صدیوں تک امتیازی سلوک روا رکھا گیا لیکن موجودہ مملکت اسرائیل میں یہودی شہریوں کو سماجی، سیاسی اور معاشی فوائد (یا مراعات) حاصل ہیں۔ وہیں عرب اقلیتوں، عیسائی اور مسلمانوں دونوں کو اس سے محروم رکھا گیا ہے۔ یورپ کے مختلف ملکوں میں بھی غیر عیسائی فرقوں کے خلاف غیر محسوس اور لطیف شکل میں امتیازات پائے جاتے ہیں۔ ہمسایہ ملک پاکستان، بنگلہ دیش میں بھی اقلیتوں کی صورت حال کے حوالے سے فکرمندی پائی جاتی ہے۔ یہ مثالیں آج دنیا میں انسانی گروہوں اور معاشروں کے لئے سیکولرزم کی اہمیت کا مسلسل احساس دلاتی ہیں۔

بین مذہبی غلبہ Inter-religious Domination

خود ہمارے ملک کا آئین یہ اعلان کرتا ہے کہ ہر ہندوستانی شہری کو ملک کے کسی بھی حصے میں آزادی اور وقار کے ساتھ زندگی گزارنے کا کلی طور پر حق حاصل ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ آج بھی محرومی اور امتیازات کی مختلف شکلیں ہمارے سماج میں موجود ہیں۔ مندرجہ ذیل واضح مثالوں پر غور کریں۔

- ☐ 48 میں دہلی اور ملک کے متعدد مقامات پر تقریباً چار ہزار سکھوں کو قتل کر دیا گیا۔ متاثرہ خاندانوں کا احساس ہے کہ مجرموں کو سزا نہیں دی گئی۔
- ☐ وادی کشمیر سے کئی ہزار کشمیری پنڈتوں کو اپنے گھر چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا، جو تقریباً دو دہائی کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی اپنے گھر واپس نہیں لوٹے ہیں۔
- ☐ گجرات میں 2002 میں تقریباً دو ہزار سے زائد مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا۔ ان متاثرہ خاندانوں کے بچ جانے والے افراد آج بھی اپنے آبائی گاؤں واپس نہیں جا سکے ہیں اور کیمپوں میں زندگی بسر کرنے کو مجبور ہیں۔

ان مثالوں میں کون سی چیز مشترک ہے؟ یہ تمام کسی نہ کسی شکل میں امتیاز کے شکار ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک طبقے کے افراد اپنی مذہبی شناخت کی وجہ سے ظلم و زیادتی کا نشانہ بنے ہیں۔ بالفاظ دیگر، شہریوں کے

© NCERT not to be republished

سیکولرزم

ایک گروہ کو آزادی کے بنیادی حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ دوسرے طریقے سے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کچھ واقعات مذہبی استبداد (زیادتی) کی مثالیں ہیں اور یہ بین مذہبی غلبہ یا ایک مذہب کے دوسرے مذہب پر غلبہ کو ظاہر کرتے ہیں۔

سیکولرزم پہلا اور اولین ایسا فلسفہ یا نظریہ ہے جو بین مذہبی غلبہ کی تمام مشکلوں کی مخالفت کرتا ہے۔ ہر چند کہ یہ سیکولرزم کے تصور کا صرف ایک اہم پہلو ہے۔ اتنی ہی اہمیت کا حامل پہلو یہ بھی ہے کہ وہ ایک ہی مذہب کے اندر کسی مسلکی غلبے کی بھی مخالفت کرتا ہے۔ آیئے ہم اس موضوع کا ذرا گہرائی سے مطالعہ کریں۔

درون مذہبی یا مسلکی غلبہ Intra-religious Domination

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مذہب محض عوام کے لئے عبادت کا درجہ رکھتا ہے اور ایک دن جب تمام لوگوں کی بنیادی ضرورتیں پوری ہو جائیں گی اور وہ ایک مطمئن اور خوش وخرم زندگی گزارنے لگیں گے تو ان کی زندگیوں سے مذہب غائب ہو جائے گا۔ اس طرح کا خیال دراصل انسان کی صلاحیت کے بارے میں بے جا اور مبالغہ آمیز احساس کا نتیجہ ہے۔ یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ انسان کبھی کائنات کو مکمل طور پر جاننے کا اہل ہوگا اور وہ اس پر قادر ہوگا۔ ہم زیادہ سے زیادہ اپنی زندگی کو طول دے سکتے ہیں لیکن اسے لافانی نہیں بنا سکتے نہ ہی بیماریوں کو مکمل طور پر ختم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ہم تقدیر اور حادثات کے عنصر کو اپنی زندگیوں سے نکال باہر کر سکتے ہیں۔ مفارقت یا انتقال (Separation or demise) اور نقصان انسانی زندگی کا نہ ختم ہونے والا حصہ ہے۔ چونکہ زیادہ تر مشکلات و پریشانیاں خود ہماری پیدا کردہ ہوتی ہیں اس لئے انھیں ختم کیا جا سکتا ہے۔ بہر حال ہمارے کچھ مصائب کی وجہ، انسانی غلطیاں نہیں ہیں۔ اس طرح کے مصائب میں مذہب، فنون لطیفہ اور فلسفہ ہمارے کام آتے ہیں۔ سیکولرزم کا نظریہ بھی ان چیزوں کو تسلیم کرتا ہے چنانچہ یہ تصور مذہب کی مخالفت پر مبنی نہیں ہے۔

بہر حال بعض گہرے نوعیت کے مسائل کے لئے مذہب بھی کچھ حد تک ذمہ دار ہے۔ بطور مثال شاید ہی کوئی ایسا مذہب ہے جو مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو برابر کا درجہ دیتا ہے۔ مذاہب میں، جیسا کہ ہندو دھرم میں، بعض طبقات امتیازات کے مستقل شکار رہے ہیں۔ مثال کے طور پر دلتوں کے لئے مندروں میں داخلہ ممنوع ہے۔ اسی طرح ملک کے بعض علاقوں میں عورتیں مندروں میں نہیں جا سکتیں۔ جب مذہب ادارہ جاتی یا منظم شکل اختیار کرتا ہے تو وہ اکثر سب سے زیادہ قدامت پرست طبقہ کے زیر اثر آتا ہے جو کسی اختلاف رائے کو برداشت کرنے کا روادار نہیں ہوتا۔ امریکہ کے کئی حصوں میں مذہبی بنیاد پرستی ایک بڑا مسئلہ ہے اور اس کے نتیجے میں اندرون ملک اور

© NCERT not to be republished

بیرون ملک امن کو خطرہ لاحق ہے۔ وہ لوگ متعدد مذہبی فرقوں اور مسلکوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ان کے درمیان اختلافات اکثر مسلکی تشدد کا باعث بنتا ہے اور اختلاف رائے کرنے والی اقلیتیں ظلم و ستم کا نشانہ بنتی ہیں۔

چنانچہ مذہبی غلبہ کی پہچان یا شناخت صرف بین مذہبی غلبہ سے نہیں کی جا سکتی۔ اس کی ایک دوسری نمایاں شکل مسلکی یا مذہبی فرقہ کا غلبہ ہے۔ چونکہ سیکولرزم ہر شکل میں ادارہ جاتی مذہبی غلبہ کی مخالفت کرتا ہے۔ اور وہ بین مذہبی ہی نہیں بلکہ وہ مسلکی غلبہ کو بھی چیلنج کرتا ہے۔

اب ہمارے پاس سیکولرزم کے خدوخال کے بارے میں ایک عمومی تصور موجود ہے۔ یہی ایک معیاری فلسفہ زندگی ہے جو ایک سیکولر معاشرے کی تشکیل چاہتا ہے۔ ایسا معاشرہ جو بین مذہبی یا بین مسلکی غلبہ سے پاک ہو اور ان کے درمیان سبھی اعتبار سے مفاہمت ہو۔ فی الحقیقت یہ اوصاف مذاہب کے اندر اور ان کے درمیان میں بھی اظہار آزادی اور مساوات جیسی اقدار کو پروان چڑھاتا ہے۔ اس وسیع تر نظریہ کے اندر اب ہم اس محدود اور خصوصی سوال کا جائزہ لیں گے کہ ان اہداف کو عملی شکل دینے کے لئے کس طرح کی ریاست درکار ہے۔ با الفاظ دیگر، سیکولرزم کی علمبردار ریاست کو مذہبی فرقوں کے ساتھ کس طرح کا تعلق رکھنا چاہئے۔

8.2 سیکولر ریاست SECULAR STATE

مذہبی تعصّبات اور امتیازات کو دور رکھنے کا ایک طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ ہم سب مل کر روشن خیالی کو پھیلانے کا کام کریں۔ لوگوں کے ذہن تبدیل کرنے میں تعلیم بڑی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کی مدد کرنے کی انفرادی مثالیں بھی طبقوں اور فرقوں کے درمیان شک وشبہات اور عصبیتوں کو کم کرنے میں معاون ہوسکتی ہیں۔ سنگین فرقہ وارانہ تشدد کے دوران میں ایک ہندو کے ذریعہ ایک مسلمان کی جان بچانے یا ایک مسلمان کے ذریعہ ایک ہندو کی جان بچانے کے مواقع ہمارے لئے مشعل راہ ثابت ہوسکتے ہیں اس جذبے سے ہمیشہ ہمیں تحریک ملتی ہے۔ تاہم یہ امر ناممکن ہے کہ محض تعلیم یا نیک اور اچھے عمل کے ذریعہ ہی مذہبی تعصّبات کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ آج کے جدید معاشرے میں، ریاست بے پناہ اختیارات کی حامل ہوتی ہیں۔ مذہبی تعصّبات اور بین فرقہ جاتی تنازعات سے پاک معاشرے کی تشکیل میں ریاست کا کردار بڑا اہم مانا جاتا ہے۔ ریاست استطاعت رکھتی ہے کہ وہ اس سے کس طرح نبرد آزما ہوسکتی ہے۔ اس مقصد کے لئے ہم دیکھیں گے کہ مذہبی رواداری کو فروغ دینے اور مذہبی جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے ہمیں کس طرح کی ریاست

اسے کیجئے

کچھ تدبیروں اور طریقوں کی فہرست مرتب کیجئے جو آپ کے خیال میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور یکجہتی کو فروغ دینے میں معاون ثابت ہوسکتی ہیں۔

© NCERT not to be republished

تشکیل دینی چاہیے۔

ریاست، کسی مذہبی گروہ کو غلبہ حاصل کرنے سے کیسے باز رکھے؟ اس کے لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ریاست کو چلانے کا اختیار کسی مخصوص مذہب کے پیشواؤں کے پاس قطعی نہیں ہونا چاہیے۔ ایسی ریاست جسے کوئی مذہبی رہنما چلاتا ہے مذہبی ریاست کہلاتی ہے۔ مذہبی ریاستوں میں جیسا کہ قرون وسطیٰ میں یورپ کی متعدد ریاستیں پاپائیت کے زیر تسلط تھیں، یا موجودہ دور میں طالبان کے زیر حکومت ریاستیں رہیں جن میں مذہبی اور سیاسی اداروں کے درمیان کوئی تفریق نہیں رہا کرتی، پاپائیت جو اپنے کلیسائی نظام، جبر واستبداد اور دیگر مذہبی گروہوں کو مذہبی آزادی نہ دینے کے حوالے سے مشہور ہیں۔ اگر ہم امن، آزادی اور مساوات جیسے اصولوں کی قدر کرتے ہیں تو ہمیں مذہبی اداروں کو ریاستی اداروں سے الگ کرنا ہی پڑے گا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ریاست اور مذہب کے درمیان علیحدگی ایک سیکولر ریاست کے وجود کے لئے کافی ہے۔ لیکن عملاً ایسا نظر نہیں آتا ہے۔ متعدد ریاستیں مذہبی ہونے کے باوجود ایک مخصوص مذہب سے روابط رکھے ہوئے ہیں۔ بطور مثال، 16 ویں صدی میں انگلینڈ کی حکومت کلیسائی نظام کے ہاتھ میں نہیں تھی مگر ریاست کا واضح طور پر جھکاؤ 'اینگلو چرچ' اور اس کے ارکان کی طرف تھا۔ انگلینڈ میں اینگلو عیسائی مذہب کی ایک مسلمہ حیثیت موجود رہی ہے جو ریاست کا سرکاری مذہب کہلاتا تھا۔ آج پاکستان میں بھی ریاست کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔ اس طرح کے نظام حکومت میں اندرونی سطح پر اختلاف رائے یا مذہبی مساوات کا دائرہ بڑا تنگ ہوتا ہے۔

اس پر بحث کیجیے

دوسرے مذاہب کی تعلیمات سے آگہی حاصل کرنا دراصل دوسرے مذاہب کے اور ان کے پیروکاروں کا احترام کرنے کی طرف پہلا قدم ہے۔ تاہم اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہم ان بنیادی انسانی قدروں کا احترام کرنے کے قابل ہیں جنہیں ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

صحیح اور حقیقی معنوں میں ایک سیکولر ریاست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ نہ صرف مذہبی حکومت کی مکمل طور پر نفی کرے بلکہ وہ کسی بھی مذہب سے کوئی رسمی، قانونی یا کسی بھی طرح کا کوئی واسطہ نہ رکھے۔ بہرحال ایک سیکولر ریاست کے لئے مذہب اور ریاست کے درمیان علیحدگی از حد ضروری ہے۔ تاہم اس کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے۔ ایک سیکولر ریاست کو اپنے مقاصد اور اصولوں کو اختیار کرنا چاہیے جو کم از کم جزوی طور پر غیر مذہبی بنیادوں پر قائم کیے گئے ہوں۔ ان مقاصد میں امن، مذہب کی آزادی، مذہبی جبر سے آزادی، امتیازات اور تعصّبات، محرومی و ناکامی نیز بین مذہبی اور دروں مذہبی مساوات کو شامل کیا جانا چاہیے۔

ان مقاصد کے حصول اور فروغ کے لئے ریاست کو کلیسائی نظام سے علیحدہ کیا جانا ضروری ہے، نیز ان میں سے کچھ امور کے لئے بعض مذہبی اداروں کو بھی الگ کیا جانا ضروری ہے۔ لیکن اس کے معنیٰ یہ نہیں ہیں کہ علیحدگی کے اس

عمل کو کوئی مخصوص شکل دیدی جائے۔ درحقیقت' فطرت اور علیحدگی کی وسعت کا انحصار ان مخصوص قدروں پر ہوتا ہے جن کو فروغ دینا مقصود ہو نیز ان قدروں کا کس طرح تعین کیا جاتا ہے' یہ عمل کچھ مختلف ہوسکتا ہے۔ اب ہم اس نوع کے دو تصورات کا جائزہ لیں گے جس میں ایک مغرب کا غالب تصور ہے جس کی بہترین نمائندہ ریاست امریکہ ہے اور اس کا متبادل دوسرا تصور ہے' ہندوستانی سیکولرزم' جس کی بہترین عکاسی ہندوستانی ریاستیں کرتی ہیں۔

8.3 سیکولرزم کا مغربی ماڈل یا پیکر

THE WESTERN MODEL OF SECULARISM

تمام سیکولر ریاستوں میں ایک قدر مشترک بات یہ ہے کہ نہ وہ مذہبی ریاستیں اور نا ہی وہ لوگوں کو کوئی مذہب اختیار کرنے کے لئے مجبور کرتی ہیں۔ با الفاظ دیگر وہ کوئی مذہب قائم نہیں کرتیں۔ بہرکیف' جو سب سے زیادہ رائج الوقت تصورات ہیں وہ بڑی حد تک امریکی ماڈل سے متاثر ہیں۔ جس میں مذہب اور ریاست کے درمیان علیحدگی اور باہمی رضامندی سے وجود میں آئی ہے' یعنی ریاست مذہبی امور میں کوئی مداخلت نہیں کرے گی۔ اور عین اس کے مطابق مذہب بھی ریاست کے معاملات میں کوئی دخل نہیں دے گی۔ ہر ایک کا اپنا اپنا آزادانہ دائرہ اختیار ہوتا ہے۔ ریاست کی پالیسی صرف مذہبی اصول کی بنیاد پر وضع نہیں کی جاسکتی ہے اور نہ ہی کسی سرکاری پالیسی کی بنیاد مذہبی درجہ بندی پر بن سکتی ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ ریاست میں مذہب بے جا اور خلاف قانون مداخلت ہوگی۔ اسی طرح کوئی ریاست کسی مذہبی ادارہ کو مالی امداد نہیں دے سکتی۔ وہ مذہبی فرقوں کے ذریعہ چلائے جا رہے تعلیمی اداروں کو مالی امداد فراہم نہیں کرسکتی۔ نہ ہی وہ مذہبی فرقوں کی سرگرمیوں میں مداخلت کرسکتی ہے' جب تک کہ وہ اپنی سرگرمیاں ملکی قانون کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے چلا رہی ہیں۔ بطور مثال اگر کوئی مذہبی ادارہ کسی خاتون کو مذہبی پیشوا بننے سے روکتا ہے تو ریاست اس بارے میں کچھ نہیں کرسکتی۔ اگر کوئی مذہبی گروہ اختلاف رائے کرنے والوں کو اپنے مذہب سے باہر نکال دیتا ہے تو اس صورت میں بھی ریاست کا کردار ایک خاموش تماشائی کا ہوگا۔ اگر ایک مخصوص مذہب اپنے بعض پیروکاروں کو عبادت خانے کے مقدس مقام تک جانے کی اجازت نہیں دیتا ہے تو ریاست کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ وہ اس معاملہ کو متعلقہ مذہبی ادارہ پر چھوڑ دے۔ اس نقطہ نظر سے مذہب ایک نجی یا ذاتی معاملہ ہے اور اس کا ریاست کی پالیسی یا قانون سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سیکولرزم کا یہ مقبول عام تصور 'فرد کو عمل کی آزادی اور برابری کا حق کا' آئینہ دار ہے۔ آزادی سے مراد فرد کو عمل کی آزادی ہے اور مساوات سے مراد افراد کے درمیان برابری اور مساوات ہے۔ اس خیال کے لئے کوئی جگہ نہیں کہ ایک طبقہ کو اپنے من پسند اصول و رواج پر عمل کرنے کی آزادی ملے۔ اسی طرح فرقہ کی بنیاد پر یا اقلیت کی بنیاد

© NCERT not to be republished

سیکولرزم

سیکولرزم کے بارے مصطفےٰ کمال پاشا ملک ترکی کا اتاترک کا نظریہ:

آیئے ہم ایک مختلف نوع کے سیکولرزم کا جائزہ لیں جو ترکی میں ۲۰ ویں صدی کے پہلے نصف میں رائج کیا گیا۔ یہ سیکولرزم وہ نہیں ہے جس میں ریاست اور مذہب کے درمیان ایک اصول حد فاصل ہوتا ہے بلکہ اس میں مذہب کے معاملات میں بڑی سرگرمی سے مداخلت کی گئی اور اسے دبانے اور کچلنے کی کوشش کی گئی۔ سیکولرزم کے اس نمونہ کو مصطفیٰ کمال اتاترک نے پیش کیا اور اسے پورے ملک میں رائج عمل کیا۔

وہ پہلی جنگ عظیم کے بعد برسر اقتدار آیا اور وہ ملک ترکی سے خلافت کے نظام کو ہر حال میں ختم کرنا چاہتا تھا۔ اتاترک اس بات کا قائل تھا کہ ترکی کو موجودہ بحران سے باہر نکالنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ عوامی زندگی کا روایتی سوچ سے رشتہ توڑ دیا جائے۔ اس نے ترکی کو جدید سیکولر ریاست بنانے کے لئے جارحانہ انداز اختیار کیا۔ اتاترک نے خود اپنا نام مصطفیٰ کمال پاشا سے بدل کر کمال اتاترک کر دیا۔ ترکی زبان میں اتاترک کے معنیٰ باپ کے ہیں یعنی وہ ترکی کی عوام کے لئے بابائے ترک کہلایا۔ ترکی کے مسلمان جو روایتی ٹوپی کا استعمال کیا کرتے تھے اس کے استعمال کو ایک قانون کے نفاذ کے ذریعے ممنوع قرار دیا نیز مردوں اور عورتوں میں مغربی لباس اختیار کرنے کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ ترکی کیلنڈر کی جگہ پر مغربی (گری گورین) کیلنڈر کو رواج دیا گیا۔ علاوہ ازیں 1928 میں ترکی زبان کا عربی رسم الخط ختم کرے کے لاطینی رسم الخط رائج کیا گیا۔

کیا آپ ایسے سیکولرزم کا تصور کر سکتے ہیں جو آپ کو برقرار رکھنے جس سے آپ پہچانے جاتے ہیں' ان لباس کو استعمال کرنے جو آپ پہنا کرتے تھے' اور اس زبان کو جس میں آپ تبادلہ خیال کیا کرتے تھے کو برتنے کی آزادی نہیں دیتا؟ آپ کے خیال میں اتاترک کا سیکولرزم کس اعتبار سے ہندوستانی سیکولرزم سے مختلف ہے؟

پر حقوق کی بھی بہت ہی کم گنجائش ہے۔ مغربی معاشروں کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ یہ تصویر کیوں ابھری۔ سوائے یہودیوں کی موجودگی کے بیشتر مغربی معاشروں میں بڑی حد تک مذہبی یک رنگی اور یکسانیت رہی۔ اس حقیقت کے تناظر میں' یہ بات قدرتی ہے کہ انکی پوری توجہ اندرون مذہبی غلبہ کی طرف رہی ہے۔ ریاست کو چرچ سے علیحدہ رکھنے پر سخت زور دیا گیا تا کہ دوسری چیزوں کے علاوہ فرد کی آزادی کو یقینی بنایا جا سکے تاہم اس میں اکثر بین مذہبی مسائل (یعنی اقلیت کے حقوق) مساوات کو نظر انداز کیا گیا۔ انجام کار' سیکولرزم کے اس غالب تصور میں ریاست کی حمایت سے مذہبی اصلاحات کے خیال کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہی۔ یہ پہلو دراصل اس سوچ کا راست نتیجہ ہے کہ

© NCERT not to be republished

ریاست اور مذہب کے درمیان کسی طرح کا کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے اور یہ دونوں بالکل علیحدہ علیحدہ ادارے ہیں۔

8.4 سیکولرزم کا بھارتی ماڈل (نمونہ)

THE INDIAN MODEL OF SECULARISM

اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستانی سیکولرزم مغربی سیکولرزم کی نقل یا چربہ ہے تاہم ہمارے آئین کا ذرا گہرائی سے مطالعہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ معاملہ یہ نہیں ہے۔ ہندوستان کا سیکولرزم بنیادی اعتبار سے مغربی سیکولرزم سے بہت مختلف ہے۔ ہندوستانی سیکولرزم صرف ریاست اور مذہب کے درمیان علیحدگی پر ہی توجہ نہیں دیتا ہے بلکہ بین مذہبی برابری اس کے تصور کا ایک اہم جز ہے۔ آیئے مزید اس بات کی تشریح کرتے ہیں۔ کون سی چیز ہندوستان کے سیکولرزم کو ممتاز بناتی ہے؟ سب سے پہلے یہ تصور ہندوستان کے اندر مختلف مذاہب اور کثیر مذہبی رنگا رنگی ہے جو مغرب کے جدید تصورات اور قومیت کے نظریات کے منظر عام پر آنے کے بہت پہلے سے موجود ہے۔ ہندوستان میں پہلے ہی سے مذہبی رواداری اور ہم آہنگی کا ایک ماحول رہا ہے۔ بہر حال، ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ مذہبی غلبہ کے ساتھ رواداری کیا واقعی قابل عمل ہے۔ یہ ہر ایک فرد کو کچھ گنجائش فراہم کرتا ہے۔

نہرو کا سیکولرزم

’تمام مذاہب کو ریاست کی طرف سے مساویانہ تحفظ فراہم ہوگا‘ یہ تھا نہرو کا جواب، جب ان سے ایک طالب علم نے یہ پوچھا کہ آزاد بھارت میں سیکولرزم کی کیا حیثیت ہوگی۔ وہ چاہتے تھے کہ ایک سیکولر ریاست ایسی ہونی چاہیئے جو تمام مذاہب کو نظر انداز کرے اور نہ ہی وہ کسی مذہب کو سرکاری یا ریاستی مذہب کی حیثیت سے اختیار کرے۔

نہرو بھارتی سیکولرزم کے فلاسفر تھے۔ نہرو نے نہ کسی مذہب کو اختیار کیا اور اس پر عمل کیا اور نہ ہی وہ خدا میں یقین رکھتے تھے۔ لیکن ان کے نزدیک سیکولرزم کے معنی مذہب کی مخالفت نہیں تھا۔ اس اعتبار سے نہرو کا تصور ترکی کے کمال اتاترک سے بہت مختلف تھا۔ اسی کے ساتھ ساتھ نہرو اس بات کے بھی قائل نہیں تھے کہ ریاست اور مذہب کو مکمل طور سے ایک دوسرے سے الگ کر دینا چاہیئے۔ ایک سیکولر ریاست سماجی اصلاح کے لئے مذہبی معاملات میں مداخلت کر سکتی ہے۔ نہرو نے بذات خود ذات پات کے امتیازات، جہیز اور ستی کے خاتمہ کے لئے قانون سازی نیز ہندوستانی خواتین کو سماجی آزادی اور وہ تمام قانونی حقوق عطا کرنے میں کلیدی رول ادا کیا تھا۔

نہرو کئی معاملوں میں نرم رویہ اختیار کرنے کے لئے آمادہ رہتے تھے۔ لیکن وہ ایک چیز پر نہایت مضبوطی سے قائم رہے اس پر انھوں نے کوئی مصالحت نہیں کی۔ سیکولرزم ان کے نزدیک ہر طرح کی فرقہ پرستی کو روکنے کا ایک موثر ہتھیار تھا۔ نہرو، فرقہ پرستی بالخصوص اکثریتی فرقہ کی فرقہ پرستی کے بڑے سخت ناقد تھے جو ان کے خیال میں ملک کی یکجہتی اور وحدت کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہو سکتی ہے۔ سیکولرزم ان کے لئے صرف اصولوں کا معاملہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ ہندوستان کی یکجہتی اور وحدت کے تحفظ کی واحد ضمانت تھی۔

© NCERT
not to be republished

لیکن اس طرح کی آزادی عموماً محدود نوعیت کی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں، رواداری کے باعث آپ کا سابقہ ایسے لوگوں سے بھی پڑتا ہے جنھیں آپ اپنا ہم خیال نہیں بلکہ مخالف پاتے ہیں۔ اگر کوئی معاشرہ ایک بڑی خانہ جنگی سے ابھر کر دوبارہ پٹری پر آرہا ہے تو یہ چیز اس کے لئے ایک بڑی اچھی بات ہے۔ لیکن امن کے حالات میں ایسا نہیں جس میں لوگ برابری کا درجہ اور عزت و وقار کا مقام حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کر رہے ہوں۔

جدید مغربی افکار و تصورات کے ظہور نے مساوات کے غالب تصور کو بھی متاثر کیا ہے جسے اب تک قابل اعتبار اور قابل توجہ نہیں سمجھا گیا ہے۔ اس سے یہ تصورات مزید نکھر کر ہمارے سامنے آئے ہیں جس سے فرقوں اور طبقوں کے درمیان بھی مساوات کے تصور کو رواج دینے میں معاونت حاصل ہے۔ اسی طرح اس نے مذہبی درجہ بندی کے خیال کو تبدیل کر کے اس کی جگہ پر بین فرقہ جاتی مساوات کے شعور کو رائج کیا ہے۔ پس ہندوستانی سیکولرزم نے مغرب سے آنے والے تصورات و افکار اور ہمارے معاشرے میں پہلے ہی سے موجود مذہبی و تہذیبی رنگا رنگی کے ارتباط سے ایک منفرد پہچان بنائی اور اس کے نتیجہ میں بین مذہبی غلبہ اور اندرون مذہبی غلبہ دونوں پر برابر برابر توجہ دی گئی ہے۔ ایک طرف ہندوستانی سیکولرزم ہندو دھرم میں دلتوں اور عورتوں پر جبر و استبداد کی مخالفت کرتا ہے وہیں دوسری طرف اسلام یا عیسائی مذہب میں عورتوں کی راہ میں امتیازی رویہ کی بھی مخالفت کرتا ہے۔ علاوہ

ازیں وہ مذہبی اقلیتی فرقوں کے حقوق کو اکثریتی فرقہ کی طرف سے لاحق ممکنہ خطرات کا بھی احساس رکھتا ہے۔ یہ پہلا اہم فرق ہے جو اسے سیکولرزم میں مغرب کے غالب تصور سے ممتاز کرتا ہے۔

اسی کے ساتھ ہی دوسرا فرق یہ ہے کہ ہندوستانی سیکولرزم نہ صرف فرد کی مذہبی آزادی کی بات کرتا ہے بلکہ وہ اقلیتی فرقوں کی مذہبی آزادی کا بھی خیال کرتا ہے۔ اس کے تحت ہر فرد کو اپنی پسند کا مذہب اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح مذہبی اقلیتوں کو اپنی شناخت کے ساتھ رہنے، اپنی تہذیب و ثقافت کی حفاظت کرنے اور تعلیمی ادارے قائم کرنے کا حق حاصل ہے۔

اس پر بحث کیجیے

نوجوان نسل کے نزدیک مذہبی شناختیں اور مذہبی اختلافات کوئی معنی و اہمیت نہیں رکھتے۔

تیسرا فرق یہ ہے کہ ایک سیکولر ریاست کو اندرون مذہبی غلبہ کے بارے میں بھی فکرمند ہونا چاہیے، ہندوستانی سیکولرزم میں یہ گنجائش موجود ہے۔ وہ ریاست کی مدد سے مذہبی اصلاح کا فریضہ انجام دے سکتا ہے۔ غرض کہ ہندوستانی آئین چھوا چھوت کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ ہندوستانی ریاست نے کئی قوانین پاس کیے ہیں جس کے تحت کم سنی کی شادی پر پابندی لگائی گئی اور بین فرقہ جاتی شادیوں کی اجازت دی گئی جن کی ہندو دھرم میں سخت ممانعت ہے۔

ہندوستانی ریاست مذہبی جبر کے تدارک کے لئے اس مذہب کے ساتھ صحیح طریقہ سے پیش آ سکتی ہے۔ چھوا چھوت یا ذات پات کی تفریق پر پابندی لگانے کا اقدام اس امر کا عکاس ہے۔ وہیں پر وہ مثبت رویہ بھی اختیار کرتی ہے۔ چنانچہ ہندوستان کا آئین تمام مذہبی اقلیتوں کو اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور انھیں چلانے کا اختیار دیتا ہے جو ریاست سے مالی امداد بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ آزادی، امن اور مساوات کو فروغ دینے کے لئے ریاست کو ان تمام پیچیدہ حکمت عملیوں کو اختیار کرنا چاہیے۔

اب یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ "تمام مذاہب کے مساویانہ احترام" کے اس فقرہ سے ہندوستان سیکولرزم کی توضیح نہیں کی جا سکتی۔ اگر اس فقرہ سے مراد تمام مذاہب کے درمیان پرامن بقائے باہم یا رواداری ہے تو یہ بات سیکولرزم کے معنی کو بیان کرنے کے لئے کافی نہیں ہوگی کیونکہ یہ تصور بقائے باہم یا رواداری سے بہت زیادہ وسیع معنی رکھتا ہے۔ اگر اس فقرہ کے معنی تمام مذاہب کے اور ان کے رسومات کے تئیں مساویانہ احترام کا جذبہ ہے تو اس بارے میں ابہام پایا جاتا ہے جسے دور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہندوستانی سیکولرزم اصولی طور پر ریاست کو تمام

© NCERT not to be republished

آیئے اس پر غور کریں

کیا مندرجہ ذیل نکات سیکولرزم سے مطابقت رکھتے ہیں؟

☆ اقلیتی فرقہ کو مذہبی سفر کے لئے سبسڈی دینا

☆ سرکاری دفاتر میں مذہبی رسوم کا اہتمام کرنا

مذاہب میں مداخلت کی اجازت نہیں دیتا ہے۔اس طرح کی مداخلت سے ہر مذہب کے بعض پہلوؤں کے بارے میں احترام صیغہ نظر نہیں آتا۔مثال کے طور پر مذہبی لحاظ سے ذات کی بنیاد پر درجہ بندی کو ہندوستانی سیکولرزم تسلیم نہیں کرتا ہے۔سیکولر ریاست کے لئے یہ لازمی نہیں کہ وہ ہر مذہب کے ہر پہلو کے ساتھ احترام سے پیش آئے۔وہ ادارہ جاتی یا منظّم مذاہب کے بعض تصورات کے خلاف اتنی ذمہ داری اختیار کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

اسے کریئے

☆ ذیل میں سے کوئی ایک فلم (مثلاً بابے یا گرم ہوا) دیکھیے۔ان فلموں میں سیکولرزم کے کون سے معیار کئے گئے ہیں؟

☆ اس مختصر کہانی کو پڑھیے۔'نیم ان فور سیکنگ پاراڈائز' (Name in For Saking Paradise: Story from Laddakh)

مصنف:عبدالغنی شیخ

8.5 ہندوستانی سیکولرزم پر تنقید یں

ہندوستانی سیکولرزم سخت تنقیدوں کا ہدف بنتا آیا ہے۔آخر وہ تنقید یں ہیں کیا؟ کیا ہم ان سے سیکولرزم کا دفاع کر سکتے ہیں؟۔

مذہب مخالف Anti-religious

سب سے پہلے یہ موثر دلیل دی جاتی ہے کہ سیکولرزم کا نظریہ مذہب کی مخالفت پر مبنی ہے۔ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ سیکولرزم ادارہ جاتی مذہبی غلبہ کے خلاف ہے۔یہ مذہب مخالف جیسے تصور سے میل نہیں کھاتا ہے۔اسی طرح بعض لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ سیکولرزم سے مذہبی شناخت کو خطرہ لاحق ہے۔حالانکہ ہم نے ابتدا میں یہ بات نوٹ کی تھی کہ سیکولرزم مذہبی آزادی اور مساوات کی ترویج کرتا ہے۔اس واسطے بلاشبۂ وہ مذہبی شناخت کے لئے خطرہ

© NCERT not to be republished

نہیں بلکہ اس کا محافظ ہے۔ ہاں! وہ یقیناً مذہبی شناخت کی ان بعض شکلوں کی جو غیر استدلالی متشدّد' کٹر پن' کسی گروہ کو محروم کرنے والی حرکات اور مذاہب کے درمیان نفرت پھیلانے والی ہیں' پرزور مخالفت کرتا ہے۔

مغرب سے درآمد شدہ Western Import

دوسری تنقید یہ کی جاتی ہے کہ سیکولرزم کا تعلق مذہب عیسائیت سے ہے چنانچہ یہ مغرب کا نظریہ ہے اور اس بنا پر یہ ہندوستان کے حالات سے مطابقت نہیں رکھتا۔ بظاہر یہ عجیب وغریب شکوہ ہے جبکہ آج ہندوستان میں پتلون سے لے کر انٹرنیٹ اور پارلیامانی جمہوریت وغیرہ ایسی ہزاروں نہیں لاکھوں چیزیں ہیں جن کی ایجاد مغرب میں ہوئی ہے۔ اس کا ایک جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگر ایسا ہے تو کیا ہوا؟ کیا آپ نے کبھی کسی یورپی شخص کو یہ شکایت کرتے سنا' صفر کا موجد ہندوستان ہے اس لئے وہ اس سے کام نہیں کر سکتے؟

بہر حال یہ ایک سطحی قسم کا جواب ہے۔ حقیقی معنیٰ میں ایک سیکولر ریاست کے قیام کے لئے جو بات سب سے زیادہ اہم اور ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اس کے اپنے مقاصد ہونے چاہئیں۔ مغرب میں سیکولر ریاستیں اس وقت وجود میں آئیں جب انہوں نے سیاسی اور سماجی زندگی پر پوری طرح سے حاوی مذہبی طبقہ کی حکمرانی کو چیلنج کیا۔ چنانچہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سیکولرزم کا مغربی ماڈل عیسائی دنیا کی پیداوار نہیں ہے۔ آخر اس کے مغربی ہونے کا دعویٰ کس بنیاد پر کیا جاسکتا ہے؟

ریاست اور مذہب کے درمیان باہمی رضامندی سے علیحدگی ہے' جس کے بارے میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ یہ مغرب کے سیکولر معاشروں کے لئے ایک آئیڈیل یا مثالی حیثیت رکھتا ہے' یہ تمام سیکولر ریاستوں کا حتمی وصف نہیں ہے۔ مختلف سیکولر معاشروں نے علیحدگی کے نظریہ کی اپنے اپنے طور پر تعبیر اور تشریح کی ہے یعنی یہ پہلو ہر معاشرہ میں جدا جدا ہے۔ ایک سیکولر ریاست مختلف طبقوں کے مابین امن اور رواداری کو فروغ دینے کے لئے مذہب سے ایک اصولی فاصلہ بنائے رکھتی ہے اور وہیں وہ بعض مخصوص طبقات کے حقوق کے تحفظ کے لئے مذہب میں مداخلت بھی کرتی ہے۔

بالکل یہی بات ہندوستان میں ہوتی ہے۔ ہندوستان نے سیکولرزم کا ایک ایسا ماڈل پیش کیا ہے جسے صرف ہندوستانی سرزمین پر مغربی پودے سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہندوستانی سیکولرزم کے ماخذ مغربی اور غیر مغربی دونوں تصورات موجود ہیں۔ جس طرح مغربیت میں چرچ ریاست کے درمیان علیحدہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے اسی طرح ہندوستان جیسے ملکوں میں مختلف مذہبی فرقوں کے درمیان پرامن بقائے باہم مضبوط طور سے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

© NCERT not to be republished

سیکولرزم

اقلیت نوازی Minoritism

سیکولرزم پر تیسرا الزام یہ ہے کہ وہ اقلیتوں کا خصوصی خیال رکھتا ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ ہندوستانی سیکولرزم اقلیت کے حقوق کی بات کرتا ہے' اس لئے یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ واقعی درست ہے؟ آیئے! اس مثال پر ذرا غور کریں۔ ایک انتہائی برق رفتار سے جا رہی ٹرین کے ایک ڈبے میں چار افراد سفر کر رہے ہیں۔ دوران سفر ان چاروں میں سے ایک سگریٹ پینے کی خواہش ظاہر کرتا ہے۔ اس پر ان میں سے دوسرا مسافر کہتا ہے کہ وہ سگریٹ کا دھواں برداشت نہیں کر سکتا جبکہ دیگر دونوں بقیہ مسافر بھی سگریٹ نوشی کرتے ہیں لیکن وہ اس بارے میں خاموش رہتے ہیں۔ آخر کار اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ایک تجویز پیش کی جاتی ہے کہ اس پر رائے (ووٹ) ہو۔ دونوں کبھی کبھار سگریٹ نوشی کرنے والے عادی سگریٹ نوشی کرنے والے کا ساتھ دیتے ہیں۔ اس طرح سگریٹ نہ پینے والے مسافر کو دو ووٹوں کے فرق سے شکست ہوتی جاتی ہے۔ ووٹنگ کا یہ نتیجہ درست معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص اقلیت میں ہے اسے نقصان نہ اٹھانا پڑے اس لئے جمہوری طریقہ اختیار کیا گیا؟۔

میرے خیال میں ہر کے ساتھ ایک جیسا معاملہ کرنا ہمیشہ درست نہیں ہوسکتا۔

اب ذرا اس مسئلہ کو قدر تبدیل کر کے دیکھیں۔ فرض کیجئے کہ سگریٹ نہ پینے والا دمہ کا مریض ہے۔ سگریٹ کے دھویں سے اس پر دمہ کا جان لیوا دورہ پڑ سکتا ہے۔ اس کا یہ کہنا کہ دوسرے مسافر سگریٹ نہ پئیں اس بات کی غمازی کرتا ہے۔ اس معاملہ سے اس کا بنیادی اور نہایت اہم مفاد وابستہ ہے۔ اس تناظر میں معاملہ کو سلجھانے کے لئے پہلے جو طریقہ کار اختیار کیا گیا تھا کیا وہ صحیح ہے؟ کیا آپ کے خیال میں عادی سگریٹ نوش کو ٹرین کے اپنے منزل مقصود تک پہنچنے تک سگریٹ پینے سے باز رہنا چاہئے؟ اب آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ جب معاملہ بنیادی مفادات کا ہو تو ووٹنگ یا رائے دہی کا جمہوری طریقہ کار نامناسب ہے۔ کیا ایک فرد کو اپنے انتہائی اہم مفاد کے تحفظ کا ترجیحی حق حاصل ہے۔ کیا جو بات افراد کے لئے ضروری اور صحیح ہے وہی بات طبقات کے لئے بھی صحیح ہے اور کیا اقلیتوں کے انتہائی بنیادی مفادات کو نقصان نہیں پہنچنا چاہئے اور ان کا دستوری قوانین کے ذریعہ تحفظ کیا جانا چاہئے۔ بالکل یہی چیز ہندوستان کے آئین میں درج ہے۔ اقلیت کے ان حقوق کو اس وقت تک درست اور صحیح قرار دیا جا سکتا ہے جب تک کہ یہ ان کے بنیادی مفادات کو تحفظ فراہم کر رہے ہوتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

اس مرحلہ پر کچھ لوگ یہ شکوہ کر سکتے ہیں کہ اقلیتوں کے حقوق خصوصی مراعات کا درجہ کیوں رکھتے ہیں جو دوسروں کے مفادات کو نظرانداز کرکے بنائے گئے ہیں۔ لہٰذا اس طرح کے خصوصی مراعات دینے کی کیا ضرورت ہے؟ اس سوال کا مثبت جواب ایک دوسری مثال سے بہتر طور پر دیا جا سکتا ہے۔ فرض کیجئے کہ پہلی منزل پر بنے ایک آڈیٹوریم میں ایک فلم کی نمائش کی جارہی ہے۔ آڈیٹوریم میں صرف سیڑھیوں کے ذریعہ پہنچا جا سکتا ہے۔ ہر کسی کو ٹکٹ خریدنے اور سیڑھیوں سے اوپر آڈیٹوریم میں جاکر فلم دیکھنے کی آزادی حاصل ہے۔ کیا واقعی ہر ایک شخص اس آزادی کا فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ تصور کیجئے! دیرینہ شائقین میں کچھ ضعیف لوگ شامل ہیں اور کچھ ایسے ہیں جنکی ٹانگیں حال ہی میں ٹوٹی ہیں جب کہ کچھ لوگ جسمانی طور پر معذور ہیں۔ ان میں سے کوئی سیڑھیاں چڑھنے کی سکت نہیں رکھتا۔ کیا آپ کے خیال میں ایسے لوگوں کے لئے لفٹ یا وہیل چیئر کی سہولت فراہم کرنا ایک غلط قدم ہوگا؟ اس طرح کی سہولت فراہم کرنے سے وہ لوگ بھی آڈیٹوریم میں پہنچ سکتے ہیں جیسا کہ دوسرے سیڑھیوں کی مدد سے پہنچ سکتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ اقلیت میں ہیں اس لئے انہیں سیڑھیاں طے کرنے کے لئے ایک مختلف ذریعہ کی ضرورت ہے۔ اگر اس طرح کے مقامات پر پہنچنے کے لئے صرف نوجوانوں اور تندرست لوگوں کی ضروریات کا خیال کرتے ہوئے بنائے جائیں گے تو بعض طبقوں کے لوگ فلم دیکھنے جیسی چیزوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم رہ جائیں گے۔ ایسے لوگوں کے لئے خصوصی انتظام کرنے کے یہ معنی نہیں ہوئے کہ ان کے ساتھ کوئی خصوصی سلوک کیا جارہا ہے۔ جو رویہ سب کے ساتھ اختیار کیا جارہا ہے وہی رویہ ان کے ساتھ بھی روا رکھا گیا ہے۔ اس میں یہ سبق موجود ہے کہ اقلیت کے حقوق کوئی خصوصی مراعات نہیں ہیں اور انہیں اس نگاہ سے نہیں دیکھا جانا چاہئے۔

مداخلت Interventionist

چوتھی تنقید یہ ہے کہ سیکولرزم ایک استبدادی تصور ہے اور وہ مختلف طبقوں کی مذہبی آزادی میں بے جا مداخلت کرتا ہے۔ یہ ہندوستانی سیکولرزم کے بارے میں غلط تجزیہ ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ہندوستانی سیکولرزم باہمی رضامندی سے علیحدگی کے خیال کو مسترد کرتا ہے چنانچہ وہ مذہب میں عدم مداخلت کے تصور کو بھی رد کرتا ہے۔ تاہم وہ بے جا دخل اندازی کی روش کو اختیار نہیں کرتا۔ بھارتی سیکولرزم ایک اصولی فاصلہ رکھنے کے فلسفہ پر عمل کرتا ہے جو مذہب میں مداخلت کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دیتا۔ علاوہ ازیں دخل اندازی کے یہ معنی نہیں کہ وہ جبری مداخلت یا زور زبردستی پر مبنی ہو۔

بلاشبہ یہ بات درست ہے کہ ہندوستانی سیکولرزم ریاست کو مذہبی اصلاح کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن اس کو اوپر سے مسلط کردہ اصلاحات کے زمرے میں نہیں رکھا جا سکتا ہے۔ بہرحال یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ کیا وہ اصلاح

© NCERT not to be republished

کا کام مستقل مزاجی سے انجام دے رہی ہے؟ تمام مذہبی فرقوں کے ذاتی قوانین (Personal Laws) میں اب تک کیوں اصلاح نہیں کی گئی ہے۔ یہ معاملہ ہندوستانی ریاست کے لئے ایک بڑا چیلنج ہے۔ اس کی حالت فارسی کے اس مقولہ 'نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن' کے مصداق ہے۔

ایک سیکولر شخص (سیکولرسٹ) پرسنل لاز (شادی بیاہ اور دیگر عائلی و خاندانی معاملات کے متعلق مختلف مذاہب کے قوانین) کو فرقہ وارانہ نوعیت کے حقوق قرار دے سکتا ہے جن کو آئین نے تحفظ کی ضمانت دی۔ یا وہ ان عائلی قوانین کو سیکولرزم کے بنیادی اصولوں کی توہین اس بنیاد پر قرار دیتا ہے کہ یہ قوانین خواتین کو برابری کا درجہ نہیں دیتے اس لئے انہیں منصفانہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ عائلی قوانین یا پرسنل لاز کو دراصل بین مذہبی غلبہ سے آزادی یا اندرون مذہبی تسلط سے آزادی کے مظاہر ہیں۔ ان کو اسی تناظر میں دیکھا جانا چاہئیے۔

اس طرح کے فکری نوعیت کے داخلی تضادات کسی بھی تہہ دار فلسفۂ عمل کے جزو ہوتے ہیں لیکن یہ چیز ایسی نہیں کہ اس کے ساتھ ایسے ہی ہمیشہ رہا جائے۔ چنانچہ پرسنل لاز کی اس طرح اصلاح کی جانی چاہئیے کہ ان سے اقلیت کے حقوق بھی محفوظ رہیں اور مرد اور عورت کے درمیان عدم مساوات بھی ختم ہو۔ مگر اس طرح کی تبدیلی ریاست یا گروہی جبر سے نہیں لائی جاسکتی ہے۔ نہ ہی ریاست اس معاملہ میں مکمل طور پر الگ تھلگ رہنے کی پالیسی اختیار کرسکتی ہے۔ ریاست اس سلسلہ میں ہر مذہب کے اندر موجود روشن خیال اور جمہوریت پسند افراد کی پشتپانی کا فریضہ انجام دے سکتی ہے۔

ایک ریاست کس طرح تمام مذاہب کو مساویانہ اور برابر کا درجہ دے سکتی ہے؟ کیا ہر مذہب کے ماننے والوں کو سب کے برابر چھٹیاں دے کر ایسا کیا جاسکتا ہے؟ یا سرکاری تقریبات کے موقع پر کسی مذہبی رسم کی ادائیگی پر پابندی لگا کر یہ مقصد حاصل کیا جاسکتا ہے؟

ووٹ بنک کی سیاست Vote Bank Politics

پانچواں استدلال یہ ہے کہ سیکولرزم ووٹ بنک کی سیاست کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ یہ دعویٰ مکمل طور پر غلط نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تجربہ اور مشاہدے کی بنیاد پر ہے مگر ہمیں اس معاملے کو پورے تناظر میں رکھ کر دیکھنا چاہئیے۔ اول یہ کہ جمہوریت میں سیاستدانوں کو ووٹ حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ ان کے پیشہ کا ایک حصہ

© NCERT not to be republished

ہے۔ جمہوری سیاست بڑی حد تک اسی کا نام ہے۔ ایک سیاستدان کو اس کے لئے موردالزام ٹھہرانا غلط ہے۔ اصل سوال یہ ہونا چاہئیے کہ وہ ووٹ کس بنیاد پر مانگ رہا ہے۔ کیا وہ اپنے ذاتی مفاد یا اقتدار حاصل کرنے کے لئے یا وہ اس گروہ کی فلاح و بہبود کے لئے ووٹ مانگ رہا ہے جس سے وہ جڑا ہے۔ اگر اس گروپ یا گروہ کو اس سیاستداں سے کوئی فیض نہیں پہنچتا ہے جس کو انہوں نے اس کے وعدے کی بنیاد پر ووٹ دیا تھا تو اس صورت میں بلاشبہ اس سیاستداں کو موردالزام ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ اگر سیکولر سیاستدان جو اقلیتوں کے ووٹ حاصل کرنا چاہتا ہے اور ان کے وہ مطالبات پورے کرنے میں بھی کامیاب ہوتا ہے جو اقلیتیں چاہتی ہیں تو یہ دراصل سیکولر منصوبہ کی کامیابی ہے۔ یہی سیکولرزم کے مقاصد ہیں جس میں اقلیتوں کے مفادات کا تحفظ شامل ہے۔

لیکن اگر زیر بحث گروپ کی فلاح دوسرے گروپوں کے حقوق اور مفادات کو نظر انداز کر کے کی جائے تو کیا یہ صحیح ہوگا؟ اگر یہ سیکولر سیاستداں اکثریتی گروہ کے مفادات کو نقصان پہنچاتے ہیں تو کیا یہ درست ہوگا؟ تب تو اس سے ناانصافی کا ایک نیا دور وجود میں آئے گا۔ کیا آپ اس طرح کی مثالوں کا تصور کر سکتے ہیں، ایک دو نہیں بلکہ پورا گروہ اس طرح کی سوچ اور دعویٰ کر سکتا ہے کہ پورا نظام اقلیتوں کے حق میں جھکا ہوا ہے؟ مگر ذرا گہرائی سے غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہندوستان میں ایسا کچھ ہونے کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ اس طرح کی ووٹ بنک سیاست کوئی غلط بات نہیں ہے لیکن یہ اس شکل میں غلط ہوتی جب انصاف کا موجب نہ بنے۔ یہ حقیقت ہے کہ سیکولر جماعتیں ووٹ بنک کی سیاست کرتی ہیں' کوئی تشویش کی بات نہیں۔ تمام سیاسی جماعتیں بعض سماجی گروہوں کے تئیں یہی رویہ اختیار کرتی ہیں۔

ناقابل عمل منصوبہ Impossible Project

پانچویں اور آخری تنقید سخت ہو سکتی ہے کیوں کہ سیکولرزم قابل عمل مسئلہ نہیں ہے کیونکہ اسے ایک پیچیدہ مسئلے کا حل تلاش کرنے کے لئے بہت زیادہ کاوش کی ضرورت پڑتی ہے۔ آخر یہ مسئلہ کیا ہے؟ اگر لوگوں میں بہت زیادہ گہرے مذہبی اختلافات ہوں گے تو ان کا ایک ساتھ مل جل کر رہنا ناممکن ہو جائے گا۔ لیکن یہ مشاہدہ اور یہ تجربہ اس بنیاد پر ایک غلط دعویٰ ہے۔ ہندوستانی تہذیب کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ کثرت میں وحدت کا فلسفہ قابل عمل ہے۔ اس کے نمونے دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی ملتے ہیں۔ عثمانیہ سلطنت کی ایک روشن مثال موجود ہے۔ تاہم اب ناقدین یہ کہ سکتے ہیں کہ عدم مساوات اور ناہمواری کے حالات میں بقائے باہم کا وجود ممکن ہے۔ ہر ایک کو اس طرح کی درجہ بندی کے نظام میں رہنے کا حق مل سکتا ہے۔ مگر لوگ یہ نکتہ اٹھاتے ہیں کہ آج کی دنیا میں

© NCERT not to be republished

یہ قابل عمل اس لئے نہیں ہوسکتا کیونکہ آج مساوات ہمارے کلچر کا ایک اہم اور غالب پہلو بن گیا ہے۔

اس تنقید کا جواب ایک دوسرے طریقہ سے دیا جا سکتا ہے۔ نا قابل عمل مقصد کو حاصل کرنے سے قطع نظر، ہندوستانی سیکولرزم مستقبل کی دنیا کے لئے ایک آئینہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہندوستانی میں جس عظیم تجربہ پر عمل ہو رہا ہے اسے پوری دنیا میں بڑی گہرائی اور بڑی دلچسپی سے دیکھا جا رہا ہے۔ ایسا اس لئے ہو رہا ہے کہ سابقہ نوآبادیاتی ملکوں کے لوگ مغرب کا رخ کر رہے ہیں نیز عالم کاری یا گلوبلائزیشن کے عمل میں تیزی آنے کی وجہ سے دنیا کے مختلف حصوں میں لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ بڑھ گیا ہے۔ یورپ اور امریکہ نیز مشرق وسطیٰ کے بعض ملکوں میں بھی ہندوستان کی طرح تہذیبی و مذہبی کثرت اور رنگارنگی پیدا ہونے لگی ہیں جو آج ان کے معاشروں میں شامل ہو گئی ہیں۔ یہ معاشرے ہندوستانی تجربہ کے مستقبل میں بڑی دلچسپی لے رہے ہیں۔

© NCERT not to be republished

سیکولرزم

ہندوستان میں سرکاری تعطیلات کی فہرست کا مطالعہ کریں۔ کیا یہ بھارت میں سیکولرزم کے دعویٰ کی ترجمانی کرتی ہیں؟ دلائل پیش کریں۔

سلسلہ نمبر	تعطیل کا نام	تاریخ گولین کیلنڈر کے مطابق (برائے 2006)
1	عیدالاضحیٰ۔ بقرعید	11/جنوری
2	یوم جمہوریہ	26/جنوری
3	محرم	09/فروری
4	ہولی	15/مارچ
5	رام نومی	06/اپریل
6	مہاویر جینتی	11/اپریل
7	میلادالنبی (محمد ﷺ کی یوم پیدائش)	11/اپریل
8	گڈ فرائڈے	14/اپریل
9	بودھ پورنیا	13/مئی
10	یوم آزادی	15/اگست
11	جنم اسٹمی	16/اگست
12	گاندھی جینتی	02/اکتوبر
13	دسہرا (وجے دشمی)	02/اکتوبر
14	دیوالی	21/اکتوبر
15	عیدالفطر	25/اکتوبر
16	گرونانک جینتی	05/نومبر
17	کرسمس ڈے	25/دسمبر

© NCERT not to be republished

مشقیں

1۔ آپ کی رائے میں مندرجہ ذیل کون سے خیالات سیکولرزم سے مطابقت رکھتے ہیں؟ وجوہات پیش کیجیے۔

(a) ایک مذہبی گروہ کا دوسرے گروہ کے غلبہ کو ختم کرنا

(b) ریاستی مذہب منظور کرنا

(c) تمام مذاہب کی ریاست کی مساویانہ سرپرستی

(d) اسکولوں میں لازمی دعا

(e) کسی اقلیتی فرقہ کو اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے کی اجازت دینا

(f) حکومت کے ذریعہ مندروں کی منتظمہ کمیٹیاں تشکیل دینا

(g) مندروں میں دلتوں کے داخلے کو یقینی بنانے کے لئے ریاست کا مداخلت کرنا

2۔ مغربی اور ہندوستانی سیکولرزم کے ماڈل کی چند خصوصیات ایک دوسرے میں خلط ملط ہوگئی ہیں۔ انھیں علیحدہ کر کے نیا جدول (ٹیبل) بنائیں:

ہندوستانی سیکولرزم	مغربی سیکولرزم
ریاست کو مذہبی اصلاحات کی اجازت	ایک دوسرے امور و معاملات میں مذہب اور ریاست دونوں کا مداخلت نہ کرنے کے اصول پر سختی سے کاربند رہنا
ایک ہی مذہب کے مختلف طبقوں کے درمیان مساوات پیدا کرنے پر زور	مختلف مذہبی گروہوں کے درمیان مساوات پیدا کرنا اصل شورش
فرقہ وارانہ بنیاد پر حقوق کی طرف کم توجہ	اقلیتوں کے حقوق پر توجہ
فرد اور مذہبی گروہ دونوں کے حقوق کا تحفظ	فرد اور اس کے حقوق کو مرکزی حیثیت

© NCERT not to be republished

سیکولرزم

3۔ سیکولرزم سے آپ کیا مراد لیتے ہیں؟ کیا اسے مذہبی رواداری سے جوڑا جاسکتا ہے؟

4۔ کیا آپ مندرجہ ذیل بیانات سے نا اتفاق کرتے ہیں؟ مخالفت یا موافقت کے بارے میں اپنے دلائل پیش کریں؟

(a) سیکولرزم ہمیں اپنی مذہبی شناخت برقرار رکھنے کی اجازت نہیں دیتا

(b) سیکولرزم ایک ہی مذہب کے ماننے والوں کے درمیان یا مختلف مذہبی گروہوں کے درمیان عدم مساوات کا مخالف ہے۔

(c) سیکولرزم کا تصور مغرب سے آیا۔ یہ ہندوستان کے لئے موزوں نہیں ہے۔

5۔ ہندوستان سیکولرزم صرف ریاست اور مذہب کو علیحدہ کرنے پر ہی زور نہیں دیتا بلکہ اس سے بھی زیادہ چیز پر توجہ دیتا ہے۔ وضاحت کیجئے۔

6۔ اصول فاصل کے تصور کی تشریح کیجئے۔

مشق

© NCERT not to be republished